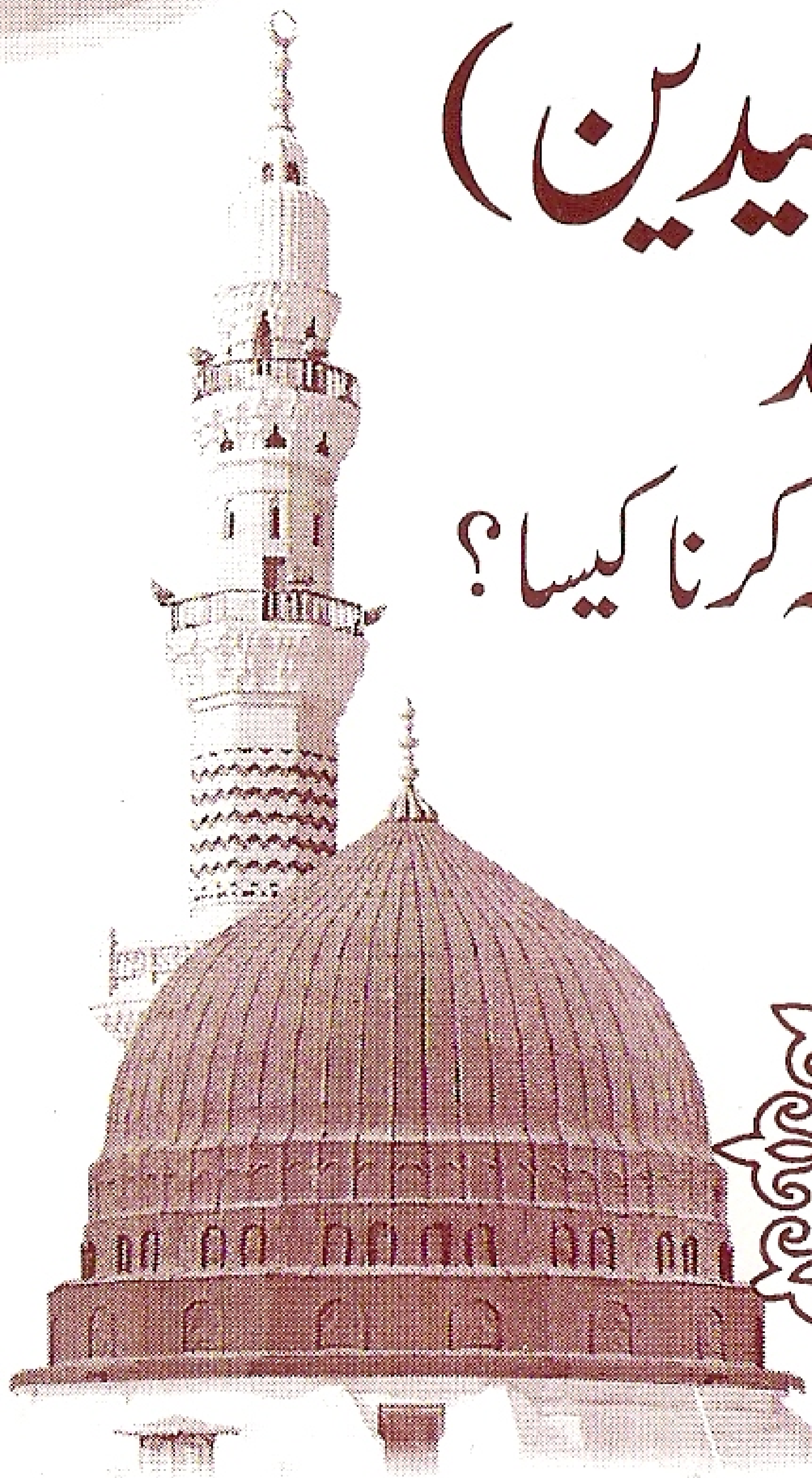
حق تو یہ ہے

نماز (عیدین)

کے بعد

گلے ملنا اور مصافحہ کرنا کیسا؟



ابو اسامہ
ظفر القادری بکھروی
خطیب مرکزی جامع مسجد فیضانِ علی رضی اللہ عنہ
عطاری محلہ نیو سموں واہ کینٹ
0304-5803101

ناشر:۔ مکتبہ فیضان سنت دکان نمبر ۲۸ لائق علی چوک واہ کینٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم . وعلی آلہٖ واصحابہ وذریاتہ وازواجہ واولیاء امتہ وعلماء اھل سنتہ اجمعین امابعد

کپڑوں کے اوپر سے معانقہ گلے ملنا بطور بھلائی اور تعظیم کے اعتبار سے اور اظہار محبت، نیت کے فساد کے بغیر اور بغیر شہوت بالا جماع جائز ہے جس کے جواز پر احادیث کثیرہ موجود ہیں۔ پہلے اسکے ثبوت میں احادیث مبارکہ بیان کی جائیں گی پھر فقہ حنفی سے ثبوت پیش کیا جائے گا۔

حدیث نمبر 1:

ترجمہ: ایک بار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اور سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھیجنے میں کچھ دیر کی۔ فرمایا میں سمجھا انھیں ہار پہناتی ہونگی۔ یا نہلا رہی ہونگی۔ اتنے میں دوڑتے ہوئے حاضر ہوئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ بڑھائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر امام حسن رضی اللہ عنہ نے بھی ہاتھ پھیلائے۔ یہاں تک کہ ایک دوسرے کو لپٹ گئے حضور ﷺ نے گلے لگا کر دعا کی ''الٰہی! میں اسے دوست رکھتا ہوں۔ تو اسے دوست رکھ اور جو اسے دوست رکھے اسے دوست رکھ

(صحیح مسلم کتاب فضائل صحابہ باب فضائل الحسن والحسین رضی اللہ عنہما)

حدیث نمبر 2

ترجمہ: صحیح بخاری میں امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑ کر ایک ران پر بٹھا لیتے اور دوسری ران پر امام حسین رضی اللہ عنہ کو اور ہمیں لپٹا لیتے پھر دعا فرماتے الٰہی! میں ان پر رحم کرتا ہوں تو بھی ان پر رحم فرما۔

(صحیح بخاری کتاب الادب جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۰۱ حدیث نمبر ۶۰۰۳ طبع بیروت)

حدیث نمبر۳:

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

" ضمنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی صدرہ فقال اللھم علمہ الحکمۃ"

ترجمہ: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے " سینے سے لپٹایا پھر دعا فرمائی الٰہی اسے حکمت سکھادے (صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ باب ذکر ابن عباس رضی اللہ عنہ جلد نمبر۲ صفحہ نمبر ۵۴۸ حدیث نمبر ۳۷۵۶ طبع بیروت)

حدیث نمبر۴:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ۔

" ان حسنا وحسینا رضی اللہ عنھما لیستبقان الی رسول اللہ صلی علیہ وسلم فضمھما الیہ"

ترجمہ: ایک دن دونوں صاحبزادے حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنھما حضور ﷺ کے پاس آپس میں دوڑ کرتے ہوئے آئے حضور ﷺ نے دونوں کو لپٹالیا (مسند امام احمد بن حنبل حدیث یعلی بن مرہ حدیث نمبر ۱۷۵۷۳ جلد نمبر۱۰ صفحہ نمبر ۱۷۸ طبع بیروت)

حدیث نمبر۵:

جامع ترمذی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

" سئل رسول اللہ صلی علیہ وسلم أیّ أھل بیتک احب اِلیک قال "الحسن والحسین" وکان یقول لفاطمہ ادعی لی ابنی فیشمھما ویضمھما"

ترجمہ: سید عالم ﷺ سے پوچھا گیا حضور کو اپنے اھل بیت میں سے زیادہ پیارا کون ہے فرمایا حسن وحسین اور حضور ﷺ دونوں صاحبزادوں کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بلوا کر سینے سے لگالیتے اور انکی خوشبو سونگھتے۔

(جامع ترمذی کتاب المناقب باب مناقب الحسن والحسین بن علی رضی اللہ عنھم حدیث نمبر ۳۷۹۷)

حدیث نمبر ۶:

امام ابوداؤد اپنی سنن میں روایت کرتے ہیں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

ترجمہ: میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مصافحہ فرماتے۔ایک دن میرے بلانے کو آدمی بھیجا میں گھر میں نہ تھا۔آیا تو خبر پائی حاضر ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تخت پر جلوہ فرما تھے مجھ کو گلے سے لگالیا"

(سنن ابوداؤد کتاب الادب باب فی المعانقہ)

حدیث نمبر ۷:

ابویعلی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ام المومنین فرماتی ہیں

" قالت رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم التزم علیا وقبلہ وھو یقول بابی الوحید الشھید"

ترجمہ: میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گلے لگایا۔اور پیار کیا اور فرماتے تھے میرا باپ نثار اس وحید شہید پر

(مسند ابویعلی مسند عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۳۱۸ موسس علوم القرآن بیروت)

حدیث نمبر ۸:

طبرانی کبیر اور ابن شاہین "کتاب السنۃ" میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں

" دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ غدیرا فقال یسبح کل رجل الی صاحبہ " فسبح کل رجل منھم الی صاحبہ حتی بقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابو بکر فسبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ابی بکر حتی اعتنقہ فقال "لو کنت متخذا خلیلا لا تخذت ابابکر خلیلا ولکنہ صاحبی"

(طبرانی کبیر رقم الحدیث نمبر ۱۱۹۳۸، نمبر ۱۱۶۷۶ جلد نمبر ۱۱ صفحہ نمبر ۳۳۹ صفحہ نمبر ۲۶۱ المکتبۃ الفیصلیہ، بیروت)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور علیہ السلام کے صحابہ ایک تالاب میں تشریف لے گئے۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ ہر شخص اپنے یار کی طرف پھرے، سب نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق کی مڑ کر تشریف لے گئے اور انھیں گلے لگا کر فرمایا۔ میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن وہ میرا یار ہے۔

حدیث نمبر ۹:

ابن عساکر ''تاریخ'' میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے والد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ

''ان رسول الله صلى الله عليه وسلم عانق عثمان بن عفان وقال، '' قد عانقت أخى عثمان فمن كان له اخ مليعانقه''

(کنز العمال کتاب الفضائل، باب فضائل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رقم الحدیث نمبر ۳۶۲۲۳ جلد نمبر ۱۳ صفحہ نمبر ۲۶ طبع بیروت)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے معانقہ کیا۔ اور فرمایا میں نے اپنے بھائی عثمان سے معانقہ کیا۔ جس کا کوئی بھائی ہو اسے چاہئے اپنے بھائی سے معانقہ کرے''

اس حدیث میں تو علاوہ فعل کے مطلقاً حکم بھی ارشاد فرمایا ''ہر شخص کو اپنے بھائی سے معانقہ کرنا چاہئے

حدیث نمبر ۱۰:

خطیب بغدادی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے راوی۔

''قال كنا عندالنبى صلى الله عليه وسلم فقال، يطلع عليكم رجل لم يخلق الله بعدى أحدا خيرا منه ولا افضل وله شفاعة النبين فما برحنا حتى طلع ابو بكر فقام النبى صلى الله عليه وسلم فقبله والتزمه''

(تاریخ بغداد ترجمہ ۱۴۵۷ احمد بن عباس ابوبکر القاص جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۳۴۰ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

ترجمہ: ہم خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر تھے ارشاد فرمایا۔ اس وقت تم پر

وہ شخص چمکے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بعد اس سے بہتر و بزرگ تر کسی کو نہ بنایا اور اس کی شفاعت، شفاعت انبیاء کی مانند ہوگی۔ ہم حاضر ہی تھے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نظر آئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پیار کیا اور گلے لگایا۔

حدیث نمبر ۱۱:

حافظ عمر بن محمد ملا اپنی ''سیرت'' میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

'' قال رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم واقفا مع علی بن ابی طالب اذا أقبل أبو بكر فصافحه النبی صلی الله علیه وسلم عانقه وقبل فاه فقال علی أتقبل فاأبی بكر؟ فقال صلی الله علیه وسلم . یاأباالحسن! منزلة أبی عندی كمنزلتی عندربی''

(سیرت حافظ عمر بن محمد ملا)

ترجمہ: میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ساتھ کھڑے دیکھا۔ اتنے میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مصافحہ فرمایا اور گلے لگایا۔ اور انکے دہن پر بوسہ دیا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کی کیا حضور ابو بکر کا منہ چومتے ہیں؟ فرمایا۔ اے ابوالحسن! ابو بکر کا مرتبہ میرے یہاں ایسا ہے۔ جیسا میرا مرتبہ میرے ربّ کے حضور''

الحمد اللہ ان گیارہ حدیثوں سے مصافحہ و معانقہ یعنی گلے ملنا مطلقاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ثابت ہوا۔ اس مسئلہ میں بکثرت احادیث کتب احادیث میں موجود ہیں۔ مگر تخصیص سفر محض بے اصل۔ بلکہ ہر صورت میں مصافحہ و معانقہ کرنا سنت اور جب بھی سنت ادا کی جائے گی۔ وہ سنت ہی ہوگی چاہے وہ عید کے بعد یا نماز کے بعد ادا کی جائے۔ ان احادیث کو سامنے رکھتے ہوئے حنفی فقہا نے مصافحہ و معانقہ کو کیا سمجھا ملاحظہ فرمایئے ان کی کتب میں چند ایک کتابوں کے حوالے اور عبارات پیش خدمت ہیں۔

۱:۔ ''خانیہ''میں ہے

''ان كانت المعانقة من فوق قميص او جبة جاز عند الكل ''ملخصاً

ترجمہ: اگر معانقہ (یعنی گلے ملنا) کرتے یا جبے کے اوپر سے ہوتو سب کے نزدیک جائز ہے

(فتاوی قاضی خان، جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۳۲۸ کتاب الحظر والاباحۃ، مکتبہ حقانیہ پشاور)

۲:۔ ''مجمع الأنهر''میں ہے

''اذا كان عليهما قميص أو جبة ، جاز بالا جماع ملخصاً''

ترجمہ:۔ اگر معانقہ کرنے والے دونوں مردوں پر کرتا یا جبہ ہوتو یہ معانقہ بالاجماع جائز ہے ملخصاً

(مجمع الانھر، کتاب الکراھۃ جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۲۰۴ مطبوعہ کوئٹہ)

۳:۔ ''ہدایہ''میں ہے

'' قالوا ، الخلاف في المعانقه في ازار واحد واما اذا كان عليه قميص أو جبة فلاباس بهما بالاجماع وهو الصحيح''

ترجمہ: طرفین (امام اعظمؒ وامام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ میں) اختلاف ایک تہبند کے اندر گلے ملنے کے بارے میں ہے لیکن جب گلے ملنے والا کرتا یا جبہ پہنے ہوئے ہوتو بالاجماع اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ ہی صحیح ہے۔

(الھدایہ، کتاب الکراھیۃ فصل فی الاستبراء جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۳۷۵ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۴:۔ ''درمختار''میں ہے

'' لو كان عليه قميص أو جبه ، جاز بلا كراهة بالاجماع وصححه في الهدايه وعليه المتون''

ترجمہ: اگر اس کے جسم پر کرتا یا جبہ ہو تو بلا کراہت بالاجماع جائز ہے۔ ہدایہ میں اسی کو صحیح قرار دیا متون فقہ میں یہی ہے

(الدرمختار مع ردالمختار، کتاب الکراھیہ باب الاستبراء جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۴۵ دار المعرفہ بیروت)

۵:۔ ''شرح نقایہ'' میں ہے

" عناقه اذا كان معه قميص أو جبه أو غيره لم يكره بالاجماع وهو الصحيح ملخصاً"

ترجمہ: اس کا معانقہ جب اس طرح ہو کہ کرتا یا جبہ یا کچھ حائل ہو تو بالاجماع مکروہ (ناپسندیدہ) نہیں اور یہ ہی صحیح ہے

(شرح نقایہ (ملا علی قادری) کتاب الکراھیہ جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۲۹ کراچی)

۶:۔ ''طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح'' میں ہے

" المصافحه سنة فى سائر الاوقات"

ترجمہ: مصافحہ تمام اوقات میں سنت ہے

(طحطاوی جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۱۸۶

۷:۔ علامہ طاہر ''مجمع البحار'' میں فرماتے ہیں

" المصافحه سنة مستحبه عند كل لقاء"

ترجمہ: مصافحہ سنت ہے تمام اوقات اور ملاقات کے وقت مستحب ہے

(مجمع البحار جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۵۰

۸:۔ ''درالمختار'' میں ہے

" تجوز المصافحة لا نها سنة قديمة متواترة لقوله السلام ،من صافح المسلم

وحرک یدہ تناثرت ذنوبہ"

ترجمہ: مصافحہ کرنا جائز ہے۔کہ مصافحہ سنت ہے اور قدیم سے متواتر ہے۔اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے ثابت ہے۔کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا۔اور اس کے ہاتھ کو جھٹکا دیا تو اس کے گناہ جھڑ جاتے ہیں

(درالمختار جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۲۵۲)

۹:۔ ''فتاوی عالمگیری'' میں ہے

"ان کانت المعانقة فوق قمیص اوجبه جاز عند الکل کذافی فتاوٰی قاضی خان"

ترجمہ: یعنی معانقہ قمیص یا جبہ کے ساتھ ہو جائز ہے جیسا کہ فتاوی قاضی خان میں ہے

(فتاوی عالمگیری جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۱۷ مطبوعہ مجیدی کانپور)

۱۰:۔ ''اشعۃ اللمعات'' میں ہے

" امامعانقه گرخوف فتنه نباشد مشروع ست وازشیخ ابو منصور ماتریدی درتطبیق احادیث نقل کرده شده است که آنچه بروجه شهوت بودمکروه ست وآنچه بروجه بروکرامت باشد مشروع، وگفته اند که خلاف درجائیے ست که برهنه تن باشد امابا قمیص وجبه لاباس به است باجماع وهوالصحیح کذافی الکافی ملخصاً"

ترجمہ: اگر معانقہ کرنے میں کسی فتنے کا خوف نہ ہو تو جائز ہے شیخ ابو منصور ماتریدی نے احادیث میں تطبیق فرمائی کہ اگر معانقہ شہوت کے ساتھ ہو تو مکروہ ہے۔اور اگر معانقہ عزت وتکریم کیلئے ہو تو جائز ومشروع ہے اس کے خلاف برہنہ جسم نہ ہو اور قمیص یا جبہ کے ساتھ ہو تو بالاجماع کوئی حرج نہیں اور یہ ہی صحیح ہے جیسا کہ ''کافی'' میں ہے۔

(اشعۃ اللمعات جلد نمبر۴ صفحہ نمبر۲۰)

۱۱:۔ ''مجمع البحار'' میں ہے

''عند کل لقاء وما اعتادوہ بعد صلوۃ الصبح والعصر لااصل لہ فی الشرع ولکن لاباس بہ وکونھم حافظین علیھا فی بعض الاحوال مفرطین فیھا فی کثیر منھالایخرج ذالک البعض عن کو نہ مما وردالشرع با صلھاوھی من البدع المباحۃ''

ترجمہ: یعنی مصافحہ ہر ملاقات کے وقت سنت و مستحب ہے اور یہ جو لوگوں نے نماز فجر وعصر کے بعد عادت مقرر کرلی ہے اس کی شرح میں اصل نہیں لیکن اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور ان کا بعض اوقات میں مصافحہ کی پابندی کرنا اور کثرت احوال میں کوتاہی کر جانا۔ ان بعض اوقات کو اس بات سے خارج نہیں کر دیتا جنکی اصل کے ساتھ شرع وارد ہوئی۔ اور یہ عادت (نماز فجر وعصر کے بعد پابندی سے مصافحہ کرنا) بدعات مباحہ میں سے ہے (یعنی ناجائز وحرام نہیں)

(مجمع البحار جلد نمبر۲ صفحہ نمبر۲۵۰)

خلاصہ کلام

ان گیارہ احادیث اور گیارہ فقہی عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ

۱۔ معانقہ کرنا سنت ہے

۲۔ مصافحہ کرنا بھی سنت ہے

۳۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام علیھم الرضوان سے معانقہ (یعنی گلے ملنا) کرتے تھے

۴۔ مصافحہ کرنے والوں کے گناہ جھڑتے ہیں

۵۔ معانقہ ومصافحہ تمام اوقات میں جائز ہے

۶۔ گلے ملنا مسلمانوں کا شروع سے طریقہ رہا ہے

۷۔ صرف ایک کپڑا، تہبند وغیرہ میں گلے ملنا منع ہے

۸۔ کرتا یا جبہ کے ساتھ گلے ملنا جائز ہے۔ اور اس پر اجماع ہے

۹۔ مصافحہ ہر ملاقات کے وقت سنت و مستحب ہے

۱۰۔ نمازوں کے بعد ملاقات کرنا اور مصافحہ کرنا مباح ہے یعنی جائز امور میں سے ہے

۱۱۔ عیدین کے بعد بھی معانقہ یعنی گلے ملنا جائز ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

"تصافحوا یذهب الغل"

ترجمہ: مصافحہ کرو۔ کہ مصافحہ سے کینہ دور ہوتا ہے۔

(مشکواۃ صفحہ نمبر ۴۰۱ بحوالہ فتاوٰی اجملیہ جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۴۵۵)

"بخاری شریف" میں ہے

"قال قتادہ : قلت لانس ، اکانت المصافحة فی اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم قال نعم"

ترجمہ: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا مصافحہ صحابہ اکرام علیھم الرضوان میں تھا؟ انھوں نے فرمایا۔ کہ ہاں تھا۔

(مشکواۃ شریف صفحہ نمبر ۴۰۱ بحوالہ فتاوٰی اجملیہ جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۴۵۵)

"تفسیر عزیزی" میں ہے

کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سورۃ اعراف میں قصہ اصحاب سبت پڑھکر رونے لگے

حاضرین متحیر ہوئے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے رونے کی وجہ پوچھی۔فرمایا کہ میں یہ غور کررہا ہوں۔ کہ اس قصے میں شکار کرنے والا گروہ تو اپنی سرکشی کی بنا پر ہلاک ہوگیا اور وہ گروہ جنہوں نے نصیحت کی ،اور ان کو شکار سے روکا وہ محفوظ رہا، اور تیسرا گروہ جنہوں نے نہ خود شکار کیا اور نہ انہیں منع کیا بلکہ وہ ساکت ہی رہا۔شاید امر بالمعروف اور نہی عنِ المنکر کے ترک کی وجہ سے ان نافرمانوں کے ساتھ عذاب میں شامل ہوئے، یہ خیال کر کے میں رونے لگا۔اور مجھے یہ خوف طاری ہوا۔اکثر لوگوں سے ایسا سکوت ومداہنت ہوجاتی ہے۔اس کے جواب میں حضرت عکرمہ نے کہا۔

"یا حضرت حکم ساکتان حکم واعظاں ست که بلا شبه نجات یا فتند. حضرت ابن عباس رضی اللہ عنه فرمودند. ایں دعوے راچه دلیل می گوئی. تا من تسلی پذیرم. عکرمه گفت که بار ها ازشما شنیده ام ونیز از مقررات شرع ست که امر بمعروف ونهی از منکر فرض کفایت ست ودر فرض کفایت بجا آور دن بعض حکم بجا آوردن کل دارد و هر گاه که یک جماعت امر بمعروف کردند عهد ازهمه ساقط شده و ساکتان راموا خذه نماند. اگر کل سکوت می کردند البته شریک گنهگاراں می شدندو منع ایشاں واعظاں را بنا برآن بود که ازقبول امرونهی مایوس شده بودند ، نه ازراه مداهنت ورضا بگناه، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنه رابشنیدن ایں کلام نهایت بهجت وسرور روداد وبرخا ستند وپیشانی عکرمه را بوسه دادندو اورادر برگو فتندوبرابر خود بنشاندند.

(تفسیر عزیزی پارہ الم سورۃ بقرہ صفحہ نمبر ۳۴۶ مطبوعہ بمبئی بحوالہ فتاوٰی اجملیہ جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۴۵۸

ترجمہ: حضور سکوت کرنے والوں کا حکم واعظوں کا حکم ہے۔کہ انہوں نے بے شبہ نجات پائی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔اس دعوٰی کی دلیل پیش کرو۔تاکہ میری

تسکین خاطر ہو حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ میں نے چند بار آپ ہی سے سنا ہے نیز یہ قواعدہ شرع میں سے بھی ہے۔ کہ امر بمعروف ونہی از منکر فرض کفایہ ہے۔ اور فرض کفایہ میں چند کا ادا کرنا کل کے ادا کرنے کا حکم رکھتا ہے۔ کہ جہاں ایک گروہ نے امر بمعروف کر دیا فریضہ سب کے ذمہ سے ساقط ہو گیا۔ اور سکوت کرنے والوں پر کوئی مواخذاہ نہ رہا ہاں اگر سب نے سکوت کیا تو یہ گنہگاروں میں شریک ہوتے ہیں۔ اور ان کا واعظوں کو منع کرنا اس بنا پر تھا کہ یہ انکے نصیحت پذیر ہونے سے ناامید ہو چکے تھے۔ نہ اس لیئے تھا۔ کہ یہ گناہ سے رضامند اور مداہنت کیلئے منع کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس کو سنکر بہت خوش ہوئے۔ اور چہرے پر آثار فرحت وسرور نمایاں ہوئے۔ اور کھڑے ہو کر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور انھیں گلے سے لگایا'' پھر انھیں اپنے برابر بٹھایا۔

ان تمام احادیث وفقہ کی عبارات سے معانقہ کے مکروہ کی دو صورتیں بیان ہوئیں

۱:۔ ایک صورت معانقہ یعنی گلے ملنا بغرض شہوت ہو تو مکروہ ہے

۲:۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وہ برہنہ تن ہو تو مکروہ ہے۔

اور جواز معانقہ کی دس صورتیں ذکر کیں

۱۔ معانقہ بغرض اظہار محبت

۲۔ معانقہ بخیال اظہار عنایت

۳۔ معانقہ بوجہ کرامت

۴۔ معانقہ بوجہ بر

۵۔ معانقہ بوجہ ملاقات

۶۔ معانقہ بوجہ سرور وخوشی

۷۔ معانقہ بوجہ غلبہ حب فی اللہ

۸۔ معانقہ بوجہ بوقت رخصت سفر

۹۔ معانقہ بوجہ سفر کے بعد ملاقات کے وقت

۱۰۔ معانقہ بوجہ شدت حب فی اللہ

اب اصل مسئلہ کی طرف توجہ فرمائیں۔ کہ یہ بات ہر خاص عام کو معلوم ہے کہ عیدین میں ان کی اکثر وجوہ موجود ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ ایام عید اظہار محبت کے دن ہیں۔ کون واقف نہیں کہ ایام عید اظہار عنایت کے دن ہیں۔ کس کو علم نہیں۔ کہ ایام عید برکرامت کے دن ہیں۔ کس کو خبر نہیں ایام عید مسرت وخوشی کے دن ہیں۔ کسے پتہ نہیں کہ ایام عید میں کتنی مدتوں کے بچھڑے باہم ملاقات کرتے ہیں۔ معانقہ عید کو ناجائز ومکروہ کہہ دینا اور محض اپنی ہٹ دھرمی سے معانقہ عید کو روکنا اور قدوم سفر کے ساتھ خاص کر لینا اور فقط اپنی ضد سے سنت کو بدعت ٹھہرانا ''مخالفین معانقہ عید'' کی جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔ ورنہ عقل سلیم رکھنے والوں کیلئے اس رسالہ میں دلائل کافی ہیں۔ اور ضدی وہٹ دھرم کا کوئی علاج نہیں اس کیلئے دفتر بھی ناکافی اسی طرح نماز کے بعد معانقہ بھی جائز ومباح ہے کسی معاملے میں ناجائز کہنے کیلئے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔ صرف یہ کہہ دینا کہ فلاح زمانے میں یہ معاملہ نہ تھا۔ اس کو ناجائز نہیں کر دیتا ہے۔ بلکہ وہ عمل ناجائز تب ہوگا۔ جب اسکے خلاف منع کی دلیل مل جائے۔ اور منع کی دلیل ایسی نہ ہو جیسے مخالفین دیتے ہیں کہ ان کے دلائل ذرا ملاحظہ فرمائیے'' کہ مصافحہ کرنا بعد نماز عید کے ہر حال میں مکروہ ہے کیونکہ صحابہ کرام نے اس کو نہیں کیا ہے۔ یہ طریقہ رافضیوں کا ہے''

جواب: ملاحظہ فرمایا۔ کہ چونکہ صحابہ کرام نہیں یہ عمل نہیں کیا اور رافضیوں کا طریقہ ہے لہذا مکروہ ہے۔ شریعت سے ناواقفی اور جہالت تو اسی بات سے ظاہر ہو رہی ہے ۔کہ صحابہ کرام نے نہیں کیا کیونکہ فقہ کا مشہور کلیہ ہے۔

علامہ شہاب الدین احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں۔

" ان الفعل یدل علی الجواز وعدم الفعل لایدل علی المنع"

ترجمہ: بے شک کرنے سے تو جواز سمجھا جاتا ہے۔ اور نہ کرنے سے ممانعت نہیں سمجھی جاتی۔

(مواہب لدنیہ مصری جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۶۶ بحوالہ فتاوٰی اجملیہ جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۳۹۵ طبع لاہور)

اس عبارت وکلیہ سے پتہ چلا۔ کہ حضور ﷺ صحابہ کرام الرضوان وفقہا کرام کا کوئی کام کرنا اس فعل کے جائز ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔ اور نہ کرنے سے اسکے ناجائز ہونے کی دلیل نہیں ہوتی۔

اب صحابہ کرام علیھم الرضوان کا مصافحہ ومعانقہ نہ کرنا، اسکو دلیل بنانا جہالت وگمراہی نہیں اور کیا ہے حالانکہ مصافحہ کرنا احادیث میں وارد ہے پھر مکروہ بھی پیش کیا۔ حالانکہ حضور نبی کریم رؤف ﷺ سے کہیں یہ بات ثابت نہیں کہ انھوں نے عیدین کے بعد یا نماز کے بعد مصافحہ ومعانقہ منع فرمایا ہو تو اگر حضور ﷺ نے منع نہیں فرمایا تو مکروہ کیسے ہو گیا۔

رہا فقہا کا منع کرنا۔ تو وہ انھوں نے مصافحہ کے حوالے سے برہنہ معانقہ کرنے کو منع فرمایا۔ جب کہ پچھلے صفحات میں میں نے دلائل کے ساتھ ثابت کیا۔ تمام اوقات میں مصافحہ ومعانقہ کرنا جائز ہے اب رہا رافضیوں کی مشابہت کا مسئلہ۔ تو بات بالکل واضح ہے "درالمختار" میں ہے۔

" اي کان ذلک من شعارھم فی الزمن السابق ثم انفصل وانقطع فی ھذه لازمان فلا ینھیٰ عنه کیفما کان"

ترجمہ: یعنی وہ گزشتہ زمانے میں ان کا طریقہ تھا پھر ان زمانوں میں نہ رہا اور ختم ہو گیا۔ تو اب اس سے منع نہ کیا جائے گا۔ جیسے بھی ہو۔

(ردالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۵۹۶ طبع بیروت) (فتاوٰی شامی جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۲۳۸ مصری بحوالہ فتاوٰی اجملیہ جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۶۲ ۴ طبع لاہور)

اگر یہ مشابہت روافض بھی ہوتی تو تب بھی منع نہ تھا۔ کیونکہ تشبہ اس فعل میں ممنوع ہے جو فی نفسہ شرعاً ممنوع ہو یا اس قوم کا شعارِ خاص ہو یا کرنے والا اس کو بقصد مشابہت کرے۔

چنانچہ فتاویٰ شامی میں ہے

" ان التشبه انمایکره فی المذموم وقصد به التشبة لامطلقا "

ترجمہ: بے شک وہ مشابہت مکروہ ومذموم ہے۔ جو بقصد مشابہت کی جائے۔ مطلقاً نہیں۔

(فتاویٰ شامی جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۴۵۳ مصری بحوالہ فتاویٰ اجملیہ جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۴۶۲ طبع لاہور)

توجب یہ مصافحہ نہ خود فی نفسہ شرعاً ممنوع ومذموم نہ کرنے والے اسکو بقصد مشابہت روافض کرتے ہیں۔ تو اس میں وہ تشبہ ہی نہ پایا گیا جو ناجائز ومکروہ ثابت کر سکے اس کے علاوہ کسی گمراہ قوم کی سنت اس وقت تک لائق اجتناب ہوتی ہے۔ جب تک وہ اس کی سنت رہے۔ جب اس قوم میں سے اس کا رواج اٹھ جائے تو وہ پھر اس قوم کی سنت ہی نہیں کہلائی گی۔

لہذا یہ بات کہ یہ سنت روافض ہے اس لئے منع ہے یہ جاہلانہ دلیل ہے۔

احادیث وفقہا کی عبارات میں واضح تصریح ہے کہ معانقہ ومصافحہ ہر حال میں جائز ومستحب ہے۔ سوائے شہوت وبرہنہ کے۔ یا پھر کسی گمراہ قوم کی مشابہت سے ناجائز ہوگا۔

الحمدللہ! یہ ہمارا سینوں کا شعار ہے نہ کہ کسی گمراہ قوم کا اور یہ ہمارا طریقہ سنت سے ثابت ہے۔

اللہ رب العزت حق واضح ہونے کے بعد اس کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ سنت کو اپنانے اور دوسرے تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم